شب برات اور اس کی شرعی حیثیت

فاروق الرحمن یزدانی
مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

الحمدلله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم. لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة...... الخ (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

برادران اسلام: اسلام صرف دو چیزوں کا نام ہے۔ایک قرآن اور دوسری چیز کائنات کے امام ﷺ کا فرمان۔اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔ اس کو جو مرضی کہہ دیا جائے اسے اسلام نہیں کہہ سکتے۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النسا:٦٥)

> اسلام صرف دو چیزوں کا نام ہے۔ایک قرآن اور دوسری چیز کائنات کے امام ﷺ کا فرمان۔اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔اس کو جو مرضی کہہ دیا جائے اسے اسلام نہیں کہہ سکتے

ترجمہ: پس قسم ہے تیرے پروردگار کی کہ وہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے معاملات میں حکم (جج) تسلیم نہیں کر لیتے۔اور جو آپ فیصلہ کر دیں اس فیصلے کے بعد اپنے دلوں میں کوئی خلش محسوس نہ کریں۔بلکہ دل و جان سے قبول کر لیں۔

اس طرح اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کی فرمانبرداری کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا.

ترجمہ: اور اللہ کا رسول جو تمہیں دے۔ لے لو۔اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ ور

پھر کائنات کے امام جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی اطاعت کو نجات کا سبب اور نافرمانی کو جنت سے محرومی کا ذریعہ فرمایا۔ارشاد پیغمبر ہے:

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی (مشکوٰۃ:۲۷)

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے نافرمانی کی گویا کہ اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کی سزا اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کی:

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد اور

اس نے مومنوں کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تلاش کرلیا تو ہم اس کو اس طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے اور آخر کار ہم اس کو دوزخ میں ڈالیں گے جو کہ برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کل بدعة ضلالة (مسلم)

جو چیز قرآن مجید اور احادیث مصطفیٰ ﷺ سے مل جائے وہ تو دین میں شامل ہوگئی مگر جو چیز قرآن و حدیث سے نہ ملے۔ اور آدمی دین میں شامل سمجھے تو یہ بدعت ہوگی۔ جو کہ قابل قبول نہیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری و مسلم)

ترجمہ: جس شخص نے بھی کوئی ایسا کام ہمارے دین میں شامل کرلیا جس کو ہم نے نہیں کیا، تو اس کو رد کردیا جائے گا۔

برادران اسلام:

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث ہی اسلام ہے اور اس پر عمل کرکے انسان نجات حاصل کرسکتا ہے اور جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس کو (قرآن و حدیث) دین سمجھنے والا گمراہ اور دوزخی ہے۔

برادران اسلام: شب برات کی آمد کے ساتھ ہی کچھ لوگ اس گمان میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ جونہی شب برات آئیگی بس اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہوگی۔ رزق و عمر میں فراوانی ہو جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ بخش دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے، وہی رزق میں زیادتی و کمی کرتا ہے اور عمر کا تعین بھی وہی مالک و مختار ہی کرتا ہے۔ لیکن یہ بات کہ شب برات میں رزق کا فیصلہ ہوتا ہے یا عمر کا، قرآن و حدیث اس قسم کے نظریے پر خاموش دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ شب برات کی مروجہ رسوم قرآن و حدیث صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی ایک سے بھی ان رسوم کا ادا کرنا ثابت نہیں۔ جب یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں تو پھر اس کو اسلامی تہوار کے طور پر منانے والے ایک قبیح بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ شب برات کی مروجہ رسوم قرآن و حدیث صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی ایک سے بھی ان رسوم کا ادا کرنا ثابت نہیں۔ جب یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں تو پھر اس کو اسلامی تہوار کے طور پر منانے والے ایک قبیح بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں

شب برات کے دلائل اور ان کے جوابات:

اب ہم ان لوگوں کے دلائل پر طائرانہ نظر دوڑاتے ہیں جو شب برات کی فضیلت ثابت کرتے ہیں:

دلیل نمبر ایک:

حم والکتب المبین. انا انزلناه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم (پ ۲۵: ع ۱٤: الدخان)

قسم ہے کتاب مبین (قرآن مجید) کی۔ بے شک ہم نے اس کو برکت والی رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم خبردار کرنے والے ہیں۔ اس رات میں ہر اہم کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جو لوگ شعبان کی پندرہویں شب کو شب برات سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان آیات میں جو لیلة مبارکة آیا ہے اس سے مراد شب برات ہے۔ اس کی تائید میں وہ حضرت عکرمہ کا قول بھی پیش کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے لیلة مبارکة سے شعبان کی پندرہویں رات مراد لی ہے۔

جواب نمبر ایک:

قرآن مجید نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ لیلة مبارکة ہے شب برات نہیں ہے۔ شب برات کا تو لفظ ہی قرآن مجید سے نہیں ملتا۔ کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

انا انزلناه قرآناً عربیا لعلکم تعقلون. (پ ۱۲، رکوع ۱۱، یوسف)

اور شب کا لفظ فارسی زبان کا ہے اگرچہ شب کے معنی رات کے ہیں مگر یہ مذہبی اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مذہبی طور پر ہماری

تمام اصطلاحات عربی میں ہیں۔ مثلاً نماز کیلئے الصلوٰۃ، روزہ کیلئے الصوم، حج کیلئے الحج وغیرہ۔

باقی رہی بات لیلۃ مبارکۃ سے مراد شب برات ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ سورۃ الدخان کی مذکورہ بالا آیات پکار پکار کر یہ اعلان کر رہی ہیں کہ ان میں نزول قرآن کا ذکر ہے۔ اس میں جو لفظ کتاب مبین آیا ہے۔ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔

انزلناہ میں ہ ضمیر واحد کی ہے اور اس کا مرجع کتاب مبین ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے قرآن مجید کو لیلۃ مبارکۃ میں نازل کیا ہے اور قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہماری تائید ہوتی ہے:

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (پ ۳۰، القدر، ۱ رکوع، ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن مجید) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔ اور لیلۃ القدر رمضان میں ہی آتی ہے۔ جیسا کہ امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان (ترمذی: ۱/ ۱٦٤)

لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور پھر قرآن مجید میں بھی یہ وضاحت ہے: کہ قرآن مجید رمضان شریف میں نازل ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (پ ۲، البقرہ: ۱۸۵، رکوع ۲)

ترجمہ: رمضان مبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا یہ بات اب واضح ہوگئی کہ قرآن مجید رمضان المبارک میں اور پھر لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے۔ فرمان پیغمبر ﷺ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔

اب رہی یہ بات کہ کیا؟ لیلۃ القدر اور اور لیلۃ مبارکۃ ایک رات کے دو نام ہیں یا کہ دو مختلف راتیں ہیں۔ اس ناچیز (راقم الحروف) کے علم کے مطابق یہ ایک ہی رات کے دو مختلف نام ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں صاحب تفسیر روح المعانی سورۃ دخان کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ھی لیۃ القدر علی ما روی عن ابن عباس و قتادۃ و ابن جبیر و مجاھد و ابن زید و الحسن و علیہ اکثر المفسرین و الظواھر بھم وقال عکرمۃ و جماعۃ ھی لیلۃ النصف من شعبان (روح المعانی: ۱۱۰، سورۃ دخان)

سورہ دخان میں مذکور لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس، قتادۃ، ابن جبیر، مجاہد، ابن زید اور حسن سے مروی ہے۔ اور یہی عقیدہ اکثر مفسرین کا ہے۔ جب کہ ظواہر بھی جمہور کے ساتھ ہیں۔ لیکن عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ (لیلۃ القدر) شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ جہاں تک عکرمہ کے قول کا تعلق ہے اس کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز آگے چل کر کرونگا۔ میں پہلے اپنے دعوے (لیلہ مبارکہ اور لیلۃ القدر ایک ہی رات کے دو مختلف نام ہیں) کی توثیق میں چند مفسرین کی آراء پیش کرتا ہوں۔

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں کہ:

قال اسرائیل عن سدی عن محمد ابن ابی المجاھد عن مقسم عن ابن عباس انہ سال عطیہ ابن اسود فقال وقع فی قلبی الشک قولہ تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقولہ انا انزلناہ فی لیۃ القدر وقد انزل فی شوال وفی ذی القعدہ وفی ذی الحجۃ وفی المحرم وصفر وربیع فقال ابن عباس انہ نزل فی رمضان وفی لیلۃ مبارکۃ جملۃ واحدۃ (ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۲٦)

ترجمہ: اسرائیل سدی سے وہ محمد بن ابی المجاہد سے وہ مقسم سے وہ ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ عطیہ بن اسود نے ابن عباس سے سوال کیا کہ ان آیات میں جو اوپر گذری ہیں مجھے شک ہے کہ میں انکا مطلب نہیں سمجھ سکا یعنی کسی میں ہے کہ وہ رمضان میں نازل ہوا کسی میں ہے کہ وہ لیلۃ القدر میں اترا ہے کسی میں لیلۃ مبارکہ کا ذکر ہے تطبیق سمجھ نہیں آتی کیونکہ قرآن مجید تو تمام مہینوں میں اترتا رہا ہے۔ شوال ذی قعدہ ذی الحجہ، محرم صفر اور ربیع الاول میں تو جناب ابن عباس نے فرمایا کہ قرآن مجید رمضان لیلۃ القدر (جس کا نام لیلۃ مبارکہ بھی ہے) میں نازل ہوا۔ یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی رات میں نازل ہوا تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔ امام سیوطی یوں رقمطراز ہیں کہ:

اخرج ابن مردودیة عن ابن عباس فی قوله انا انزلناه فی لیلة مبارکة قال نزل القرآن فی لیلة القدر اخرج عبدالرزاق وعبدابن حمید عن قتادة انا انزلناه فی لیلة مبارکة فی لیلة القدر (در منثور ج٦: سورہ دخان)

ترجمہ: ابن مردودیہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے **انا انزلناہ فی لیلة مبارکة** کے بارے میں فرمایا کہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا۔ عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے بیان کیا کہ سورہ دخان میں لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ سے ایک ہی رات مراد ہے۔ اس آیت کے حاشیہ پر شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ برکت والی رات سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا انزلناہ فی لیلة القدر

پیر کرم شاہ صاحب الازہری حنفی بریلوی

''سورہ دخان میں مذکور لیلۃ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اسکو نازل کیا ہے وہ کون سی رات تھی علماء کے اس میں دو قول ہیں۔

۱۔ ابن عباس قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی کیونکہ سورۃ القدر میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ **انا انزلناہ فی لیلة القدر**

۲: عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے (ضیاء القرآن ٤/٤٣٣)

مولانا مودودی سورہ دخان کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۃ القدر میں یہی مضمون اس طرح بیان کیا گیا ہے:

تتنزل الملئکة والروح فیھا باذن ربھم من کل امر

اس رات ملائکہ اور جبرائیل اپنے رب کے اذن سے ہر طرح کا حکم لے کر اترتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے شاہی نظم و نسق میں یہ ایک ایسی رات ہے جس میں وہ افراد اور قوموں اور ملکوں کے فیصلے کر کے اپنے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور پھر وہی ان فیصلوں کے مطابق عملدرآمد کرتے ہیں۔ بعض مفسرین کو جن میں حضرت عکرمہ نمایاں ہیں۔ یہ شبہ لاحق ہوا کہ یہ شعبان والی نصف والی رات ہے۔ کیونکہ بعض احادیث میں اس رات کے متعلق یہ بات منقول ہوئی ہے کہ اس میں قسمتوں کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔

لیکن ابن عباس، ابن عمر، مجاہد قتادہ، حسن بصری، سعید بن جبیر، ابن زید، ابو مالک، ضحاک، اور دوسرے بہت سے مفسرین اسی بات پر متفق ہیں کہ یہ رمضان کی وہی رات ہے جسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید خود اس کی تصریح کر رہا ہے۔ اور جہاں قرآن کی صراحت موجود ہو۔ وہاں اخبار آحاد کی بناء پر دوسری کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی (تفہیم القرآن ٤/٥٦٠)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ لیلۃ مبارکہ اور لیلۃ القدر ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔ اب ہم حضرت عکرمہ کے اس قول کا جائزہ لیتے ہیں جس میں انہوں نے لیلۃ مبارکۃ سے شعبان کی پندرہویں شب مراد لی ہے۔ علامہ آلوسی رقمطراز ہیں:

عن عکرمة انھا لیلة النصف من شعبان وھو قول شاذ وغریب (روح المعانی ١٩٠، سورۃ القدر)

جناب عکرمہ کا قول کہ یہ (لیلۃ مبارکہ) نصف شعبان کی رات ہے شاذ اور غریب ہے)

حافظ ابن کثیر کا فیصلہ:

یقول تعالی مخبرا عن القرآن العظیم انه انزله فی لیلة مبارکة وھی لیلة القدر کما قال انا انزلناہ فی لیلة القدر وکان ذالک فی شھر رمضان الذی کما قال شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ومن قال انھا لیلة النصف من شعبان کما روی عن عکرمة فقد البعد النجعة فان نصف القرآن انھا فی رمضان والحدیث الذی رواہ عبداللہ بن صالح عن اللیث عن العقیل عن الزھری اخبرنی عن عثمان بن محمد بن المغیرة بن الاخنس قال ان رسول اللہ ﷺ له قال تقطع الاحال من شعبان حتی ان الرجل ینکح ویولد له وقد اخرج اسمه فی الموتی فھو حدیث مرسل ومثله الابھاعارض به النصوص (ابن کثیر ٤/١٣٧)

ترجمہ: قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا ہے۔ یہ مبارک رات لیلۃ القدر ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **انا انزلناہ فی لیلۃ القدر**۔ اور یہ قدر کی رات رمضان کے مہینہ میں ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔**شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن**۔ کہ یہ رمضان کا مہینہ ہی ہے جس میں ہم نے قرآن کو نازل کیا۔لیکن جس نے اسے شعبان کی پندرہویں رات کہا ہے جیسے عکرمہ نے تو وہ فائدہ سے دور چلا گیا۔کیونکہ قرآن مجید کی آیت بتاتی ہے کہ اس کا نزول رمضان میں ہوا ہے اور وہ حدیث جسے عبداللہ بن صالح نے لیث، عقیل، زہری، عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس، کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ شعبان سے شعبان تک عمر کا فیصلہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اس کا بیٹا ہوتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں شامل کر دیا جاتا ہے یہ حدیث مرسل ہے اور اس طرح کی احادیث نص قرآن کے سامنے قابل حجت نہیں ہیں۔(ابن کثیر) اس روایت میں راوی ہے عبداللہ بن صالح۔ اس پر جرح کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پاگل انسان تھا۔

۲۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔

۳۔علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں سمجھتا۔

۴۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ شروع میں اچھا آدمی تھا لیکن بعد میں اس نے غلط احادیث بیان کرنا شروع کر دی تھیں (میزان الاعتدال ۲/۴۴۰)

دلیل نمبر ۲:

نصف شعبان کی رات کی فضیلت کے قائلین کی دوسری دلیل حضرت عکرمہ کا ایک قول ہے۔ جو حضرت ابن عباس سے منسوب ہے کہ:

عن عکرمۃ عن ابن عباس فیھا یفرق کل امر حکیم قال لیلۃ النصف من شعبان یبین فیھا اسماء الموتی وینسخ فیھا الحاج فلا یزاد فیھم ولا ینقص (میزان الاعتدال ۴/۲۵۵)

ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ **فیھا یفرس کل امر حکیم** سے مراد نصف شعبان کی رات ہے اس میں مردوں کے نام بیان کئے جاتے ہیں حاجیوں کے نام مٹائے جاتے ہیں اور اسمیں کوئی کمی بیشی نہیں کی جاتی۔

جواب: عکرمہ سے اس روایت کو صرف عکرمہ کے ایک شاگرد نضر بن اسماعیل نے بیان کیا ہے جبکہ عکرمہ کے اور شاگرد بھی ہیں اور یہ شاگرد ویسے ہی مشکوک ہے۔

نضر بن اسماعیل آئمہ جرح و تعدیل کی نظر میں:

۱۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ نظر بن اسماعیل بہت غلطیاں کرتا تھا اس کی روایت چھوڑ دی گئی ہیں۔

۲۔ امام نسائی اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے (میزان الاعتدال ۴/۲۵۵)

۳۔ یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ لاشی یعنی کچھ بھی نہیں ہے۔

اب ہم ذیل میں ابن عباس کا اصل قول نقل کرتے ہیں:

قولہ تعالی فیھا یفرق کل امر حکیم. قال ابن عباس حکم اللہ امرا الدنیا الی قابل فی لیلۃ القدر ما کان من حیات او موت اور رزق (قرطبی سورۃ دخان روح المعانی : ۱۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان **فیھا یفرق کل امر حکیم** کے متعلق ابن عباس نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں آئندہ سال کے تمام دنیاوی امور کا حکم دیتا ہے۔ان کا تعلق زندگی موت خواہ رزق سے ہو۔

دلیل نمبر ۳:

قائلین شب برات کی تیسری دلیل حضرت علیؓ سے منسوب ایک روایت ہے امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ:

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ تعالی ینزل الغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفرلہ الا من مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعا فیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر

(روح المعانی ۱۱۱، سورۃ الدخان)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو قیام کیا کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو اللہ

تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ میں اسے بخش دوں ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسے رزق دوں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے نجات دوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ اعلان طلوع فجر تک رہتا ہے۔

جواب 1: امام بیہقی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے یہ روایت موضوع اور منکر ہے۔ حوالہ کیلئے دیکھئے (روح المعانی ص ۱۱۱، سورہ دخان)

نمبر 2: یہ روایت ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہے ابن ماجہ کی اس روایت میں ابو بکر بن عبداللہ ایک راوی ہے جس کی حیثیت ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ یہ راوی (ابو بکر بن عبداللہ) ضعیف ہے۔ (امام بخاری)

۲۔ یہ حدیث گھڑا کرتا تھا اس لئے یہ حدیث موضوع ہے (مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری) (تحفۃ الاحوذی، ۵۳/۲)

۳۔ یہ متروک الحدیث ہے (نسائی)

دلیل نمبر چار:

عن عائشة قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فاذا هو بالبقيع فقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يا رسول الله ﷺ ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال له الله تبارك وتعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب (ترمذی: ۱۵۶/۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بستر سے) گم پایا تو میں تلاش کرنے کیلئے نکلی تو اچانک میں نے دیکھا کہ آپ بقیع میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو ڈرتی ہے کہ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ تیرے ساتھ ظلم کرے گا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے گمان کیا تھا کہ آپ کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر اترتا ہے پس بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔

جواب:

یہ روایت ٹھیک نہیں ہے کیونکہ امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور اس کی سند میں انقطاع ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ یحییٰ بن کثیر سے بیان کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے یحییٰ بن کثیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

اور اسی طرح یحییٰ بن کثیر عروہ سے بیان کرتا ہے حالانکہ یحییٰ بن کثیر نے عروہ سے سنا ہی نہیں حوالہ کیلئے دیکھئے (ترمذی ۱۵۶/۱)

امام ترمذی کی بیان کردہ اس روایت سے تو ویسے بھی آنحضرت ﷺ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کا پہلو نکلتا ہے کہ معاذ اللہ ام المومنین کو آنحضرت ﷺ کے عدل وانصاف پر کوئی شک تھا۔

برادران اسلام: مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس مفروضہ رات کی فضیلت میں جو دلائل دنیا کے پجاری اور کتاب و سنت سے خالی اور عاری بیان کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت روئی کے پہاڑ اور ریت کی دیوار سے بڑھ کر نہیں۔ جو ذرا سی مداخلت سے بھی نیست و نابود ہو سکتے ہیں۔

الحاصل:

شب برات کی قرآن و حدیث میں کوئی خاص حیثیت نہیں۔ بلکہ عام راتوں جیسی ایک رات ہے اس لئے اس مفروضہ رات کو فوت شدگان کیلئے کھانے وغیرہ پکا کر ختم دینا آتش بازی چھوڑنا اور اس طرح کی دیگر رسومات کو ادا کرنا سوائے ایک قبیح بدعت کے ارتکاب کے اور کچھ نہیں ہے اس لئے ایسے کام اور رسومات کو اپنا کر جن کا تعلق قرآن و حدیث سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہیں دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

مومن بخیل نہیں ہو سکتا (حدیث)

AC

امین کیمیکلز

امپورٹ اینڈ سٹاکسٹ

Ph: 640340,634226
Mob:0303-6701190
Mob:0300-6605376
Res:634399

ایس ایم بلال امین